جو قوم مرنا نہیں جانتی اسے ذلت برداشت کرنا پڑتی ہے

کسی تحریک کا ہراول دستہ مڈل کلاس کا طبقہ ہوتا ہے مگر وہ بھی ماضی کے تلخ تجربات کے باعث مایوس ہو چکا ہے

آج وسائل و ذرائع کے اعتبار سے امت کسی سے پیچھے نہیں' لیکن اس کی حیثیت نہ تین میں ہے نہ تیرہ میں

دنیا کی محبت اور موت سے نفرت کے باعث ہی ہمیں یہ سزا ملی کہ ایٹمی طاقت ہوتے ہوئے بھی دشمن پر سے ہماری ہیبت ختم ہو گئی

ہماری بدقسمتی کا اصل سبب قیام پاکستان کے وقت اللہ سے کئے گئے نفاذ دین کے وعدے کی خلاف ورزی ہے

قرآن وہ شاہ درہ ہے جس میں ہر فتنہ سے بچاؤ اور ہر مشکل سے نجات کی راہ موجود ہے

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۱۶/ جولائی ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

حمد و ثناء' تلاوت آیات اور خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا :

جو قوم مرنا نہیں جانتی اسے ذلت برداشت کرنا پڑتی ہے۔ چنانچہ کارگل کے مسئلہ میں حکومت کی ناعاقبت اندیشی اور بزدلی کے باعث آج ہم ذلت و مسکنت کی منہ بولتی تصویر بن گئے ہیں۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۶۱ میں یہود پر اللہ کے عذاب کے طور پر ذلت و مسکنت مسلط کئے جانے کا تذکرہ ہے : ﴿ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ ﴾ "اور ذلت اور مسکنت ان پر تھوپ دی گئی اور وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے تھے' نبیوں کو ناحق قتل کر دیتے تھے' نافرمانی کرتے تھے اور حد سے بڑھے جاتے تھے۔"

اس آیت کی رو سے' کسی مسلمان اُمت پر اللہ کی طرف سے عذاب کی مختلف شکلوں میں سے ایک شکل یہ ہے کہ ان پر ذلت اور مسکنت تھوپ دی جائے۔ ذلت کا بنیادی مطلب عربی زبان میں ضعف و کمزوری کا ہے جبکہ ہم اردو میں اس سے خواری اور رسوائی مراد لیتے ہیں۔ مسکنت سے مراد ہے کم ہمتی' یہ اندرونی کیفیت ہے کہ آدمی میں کچھ کرنے کی ہمت نہ ہو۔ اس کی ہمت جواب دے جائے۔ میری ایک کتاب "سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی' حال اور مستقبل" میں ایک پورا باب "قرآن کا قانون عذاب" کے عنوان سے موجود ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ دُنیا دارالجزاء نہیں بلکہ دارالامتحان ہے۔ آخرت میں ہر شخص کا انفرادی محاسبہ ہو گا۔ اور جہاں تک قوموں کا معاملہ ہے ان پر اس دُنیا میں بھی عذاب آتا ہے۔ کافروں کے لئے اس دُنیا میں عذاب کا معاملہ مسلمانوں سے مختلف ہے۔ یہ دُنیا اصلاً ان کے لئے عذاب کی جگہ نہیں ہے کیونکہ ان کے لئے آخرت میں ابدی عذاب ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ "یہ دُنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے" یعنی کفار کا جو عیش ہے وہ اسی دُنیا تک محدود ہے۔ چنانچہ ایک اور جگہ تو یہ بھی فرما دیا گیا کہ "اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے کے سارے لوگ ایک ہی اُمت (یعنی کافر) ہو جائیں گے تو ہم ان کفار کے مکانات کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کی بنا دیتے' ان کے گھروں کے دروازے بھی چاندی کے ہوتے' اور ان کی مسہریاں بھی کہ جن پر وہ ٹیک لگا کر آرام کرتے ہیں' بلکہ یہ سب کچھ سونے کا بنا دیتے"۔ یعنی اللہ کے نزدیک ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے جبھی اللہ ان چیزوں اور دُنیاوی مال و متاع کے دروازے نافرمانوں پر کھول دیتا ہے۔

البتہ کسی کافر قوم کے لئے اس دُنیا میں بھی عذاب کی ایک صورت موجود رہی ہے یعنی پہلے اس قوم کی طرف اللہ اپنے کسی رسول کو بھیجتا تھا اور جب وہ قوم اس رسول کو جھٹلا دیتی تو پھر اللہ اس کافر قوم کو عذاب ہلاکت کے ذریعے نیست و نابود فرما دیتا۔ اسے قرآن عذاب استیصال یا عذاب اکبر سے تعبیر کرتا ہے۔ بہرحال اس عذاب کی شرط یہ تھی کہ پہلے کوئی نبی آ کر اتمام حجت کرتا تھا۔ اب چونکہ کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا اسی لئے کافروں پر اب اس نوعیت کا عذاب نہیں آ سکتا۔ البتہ بنی اسرائیل کے لئے استثنیٰ ہے کیونکہ جب بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کو جھٹلا دیا اور اپنے تئیں انہیں سولی چڑھانے کا انتظام کر لیا تو اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا تھا۔ اب ان کا دوبارہ دُنیا میں ظہور صرف اس قوم کو عذاب دینے کے لئے ہو گا۔ گویا یہ ایک قرض ہے جو ماضی کا ادا کرنا ہے۔ یوں سمجھئے کہ کسی آدمی کو عدالت سے موت کی سزا ہو جائے۔ اس سزا پر عملدرآمد تک جو مہلت ملتی ہے بنی اسرائیل کو بھی ویسی ہی مہلت ملی ہوئی ہے۔ اب انہیں اسی رسول (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے ہاتھوں سزا ملنا ہے۔

جہاں تک مسلمانوں کا معاملہ ہے ان پر بھی اللہ تعالیٰ جزوی عذاب بھیجتے رہتے ہیں۔ تاکہ یہ اُمت سنبھل جائے اسے قرآن "عذاب ادنیٰ" سے تعبیر کرتا ہے : ﴿ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ ﴾ تاہم مسلمان اُمت پر عذاب ہلاکت جزوی طور پر آتا ہے' یہ نہیں ہوتا کہ پوری کی پوری اُمت کو ختم کر دیا جائے۔ جیسے ۱۲۵۸ء میں سقوط بغداد ہوا۔ ۱۴۹۲ء میں سپین سے مسلمانوں کا صفایا ہوا۔ یہ

عذاب پوری اُمت پر نہیں آیا۔ لیکن ذلت و مسکنت کا عذاب جب کسی مسلمان اُمت پر مسلط کیا جاتا ہے تو وہ پوری اُمت کو محیط ہوتا ہے چنانچہ آج پوری اُمت مسلمہ اس عذاب میں مبتلا ہے۔ آج جبکہ کرۂ ارض کا ایک قابل ذکر اور بہترین رقبہ مسلمانوں کے پاس ہے۔ سب سے قیمتی شے تیل ان کے پاس ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود اگر نہیں ہے تو عزت نہیں ہے۔ کسی بین الاقوامی معاملے میں ہم سے کوئی پوچھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کرتا۔ سیکیورٹی کونسل میں ہمارا کوئی وجود نہیں۔ حالانکہ ہماری تعداد بھی کم نہیں۔ سوا ارب مسلمان اس زمین پر موجود ہیں گویا ہر پانچواں شخص مسلمان ہے لیکن بین الاقوامی اہمیت کے اعتبار سے ہم نہ تین میں ہیں نہ تیرہ میں' یہی وہ ذلت اور مسکنت ہے جس میں پوری اُمتِ مسلمہ کو مبتلا کر دیا گیا ہے۔

ذلت و مسکنت کا عذاب کیوں آتا ہے ﴿ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴾

یہود کے حوالے سے فرمایا کہ یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا۔ آج پوری اُمت مسلمہ اپنے عمل سے کفر کر رہی ہے۔ پوری اُمت مسلمہ کا معاشی نظام سود پر مبنی ہے۔ کیا یہ آیات الٰہی کا کفر نہیں ہے؟ اور یہ جو فرمایا گیا کہ وہ اپنے انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے' تو ظاہر بات ہے کہ اس اُمت میں اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن اس اُمت نے یہی سلوک داعیانِ دین' مجددینِ ملت اور علماء حق کے ساتھ کیا۔ یہ داعیانِ دین جو دراصل انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ کیا اس اُمت نے بھی وہی سلوک نہیں کیا جو پچھلی قوموں نے اپنے نبیوں کے ساتھ کیا؟ سارے مجددین جیلوں میں ٹھونسے گئے' امام ابو حنیفہ' امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمہم اللہ نے مسلمانوں کے ہاتھوں مار کھائی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو قید میں ڈالا گیا۔ ان حضرات کے ساتھ یہ سب کچھ مسلمان حکمرانوں نے ہی کیا ہے۔ اسی وجہ سے اُمت مسلمہ پہلے بھی ذلیل و رسوا ہوئی ہے۔ اور آج کارگل کے حوالے سے جو ذلت و مسکنت والی کیفیت ہے وہ بھی ہمارے اس طرزِ عمل یعنی اللہ کی آیات کو پس پشت ڈالنے اور حدود اللہ سے تجاوز کرنے کی وجہ سے ہے۔ سوال یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے۔ اس ضمن میں مرثیہ گوئی تو ہو رہی ہے۔ لیکن وہ جو سیاسی و جہادی تحریکوں کی ہنگامہ آرائی کا خطرہ تھا اس کے آثار کم ہوتے جا رہے ہیں۔ گو امکان اب بھی موجود ہے۔ لیکن یہ امکان کم کیوں ہوا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری قوم تین حصوں میں منقسم ہو چکی ہے۔ ایک بڑا طبقہ شاہ ولی اللہ کے بقول ڈھور ڈنگر کی مانند ہے جس کا سب سے بڑا مسئلہ معاش ہے اور انہیں اس کے سوا کچھ سوچنے کی فرصت ہی نہیں۔ لہٰذا وہ کہاں کسی احتجاجی تحریک کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔ البتہ کسی تحریک کا ہراول دستہ ہمیشہ مڈل کلاس طبقہ ہوا کرتا ہے۔ لیکن مڈل کلاس کا بھی ایک طبقہ ۹۹ کے پھیر میں پڑ گیا ہے' اور وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دوڑ میں لگا ہوا ہے۔ باقی لوگ شدید مایوس ہو چکے ہیں کہ اب تک کی تحریکوں میں مار کھا کر حاصل کیا ہوا۔ تیسرا طبقہ مالی اعتبار سے خوشحال ترین طبقہ ہے' جن کے بڑے بڑے پلازے ہیں' بڑی بڑی حویلیاں ہیں' جن کے پاس دولت کے انبار ہیں۔ انہوں نے بڑے اہتمام سے محل بنائے ہیں۔ وہ تو ہر حال میں امن چاہیں گے۔ کیونکہ جنگ ہوگی تو ان کے عیش میں خلل آئے گا۔ ان کے محل بھی منہدم ہو سکتے ہیں۔ دراصل دُنیا کی محبت کو انہوں نے اپنے اعصاب پر اس طرح حاوی اور طاری کر لیا ہے کہ خواہ ان کی مونچھ نیچی ہو جائے یا مونچھ مونڈ بھی دی جائے تو کوئی بات نہیں' لیکن انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اے مسلمانو! ایک ایسا دور آئے گا کہ جب دُنیا کی قومیں تم پر اس طرح ٹوٹیں گی اور دوسری قوموں کو دعوت دیں گی جیسے دسترخوان پر کھانا چننے کے بعد مہمانوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ آؤ یہ اُمت مسلمہ تر نوالہ ہے' ہم ادھر سے تناول کرتے ہیں' تم ادھر سے تناول کرو۔ کسی نے پوچھ لیا اے اللہ کے رسولؐ کیا اس زمانے میں ہماری تعداد بہت کم ہو جائے گی۔ فرمایا نہیں تعداد تو تمہاری بہت ہوگی لیکن تمہاری حالت سیلاب کے جھاگ کی مانند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں "وھن" پیدا کر دے گا۔ پوچھا گیا اللہ کے رسولؐ یہ وھن کیا بیماری ہے؟ آپؐ نے فرمایا "دُنیا کی محبت اور موت سے گریز اور کراہت"۔

چنانچہ بھارت میں جس بڑے پیمانے پر وار ہسٹریا شروع کیا گیا اور اس کے مقابلے میں ہمارا یہ حال تھا کہ جنگ سے لاتعلق ہو کر دُنیا کی محبت میں کچھ اس طرح مبتلا ہوئے کہ ایٹمی طاقت ہوتے ہوئے بھی دشمن پر سے ہماری ہیبت ختم ہو گئی۔ دُنیا کی محبت اور موت سے کراہیت کی وجہ سے آج یہ ذلت و مسکنت ہمارا مقدر بنی ہے۔

خود وزیراعظم نے کہا ہے کہ ہمارا بال بال قرضے میں جکڑا ہوا ہے لہٰذا ہم جنگ نہیں کر سکتے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ وزیراعظم کو یہ سب پہلے معلوم تھا تو پھر کارگل میں یہ سارا کھکھیڑ مول کیوں لیا گیا؟ بہرحال واشنگٹن کے اعلامیہ کو بارہ دن گزر گئے ہیں لیکن کسی مضبوط تحریک کے آثار تاحال نظر نہیں آ رہے' اگرچہ اس کا امکان اب بھی موجود ہے۔ زیادہ خدشہ یہ ہے کہ جماعت اسلامی اور دیگر مذہبی جماعتوں کی طرف سے شدید ردعمل ظاہر ہونے پر امریکہ اس محاذ آرائی کا بہانہ بنا کر مسلم فنڈامنٹلسٹ عناصر کی شریف فیملی کے ہاتھوں بیخ کنی کروانے کے درپے ہو جائے۔ اس لئے کہ مسلم فنڈامنٹلسٹ کے نام سے امریکہ اور اسلام دشمن عالمی طاقتوں کی جان نکلتی ہے۔

اس ذلت و رسوائی کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اب بھارت کا رویہ بھی سخت سے سخت تر ہوتا جا رہا ہے۔

ہندو مسلم کشاکش کا پس منظر

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ تقسیم ہند سے پہلے ہندو مسلم کشاکش کے کیا اسباب تھے۔ دراصل ہندو کا مزاج یہ رہا ہے کہ وہ ہندوستان میں کبھی بھی کسی مذہب کا علیحدہ تشخص برداشت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ہندو نے ہندومت سے وفاداری کا ثبوت یہ دیا کہ جو بھی مذہب خواہ باہر سے آیا یا ہندوستان کے اندر پیدا ہوا' اسے ہندومت نے اپنے اندر جذب کر لیا۔ بدھ مت ہندوستان میں پیدا ہوا۔ اس نے ہندومت سے الگ رہنا چاہا تو اسے ہندوستان سے نکال باہر کیا۔ اسلام باہر سے آیا اسے بھی جذب کرنے کی کوشش کی گئی۔ پندرہویں' سولہویں صدی میں بھگتی تحریک شروع ہوئی تا کہ ہندومت اور اسلام کو ملا کر ایک نیا مذہب بنایا جائے۔ جس کا کلائمیکس اکبر کا دین الٰہی تھا۔ لیکن اللہ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو بروقت خبردار کیا اور ان کے ہاتھوں یہ کوشش ناکام ہو گئی۔ اس کے بعد انیسویں' بیسویں صدی میں برہمو سماج کے نام سے دوبارہ یہ کوشش ہوئی۔ اس کا سب سے بڑا علمبردار گاندھی تھا۔ ۱۹۳۸ء میں سیتا بھائی پٹیارامیا نے کانگریس کی تاریخ لکھی ہے وہ کہتا ہے "اگرچہ بظاہر انڈین کانگریس سیکولر جماعت ہے لیکن اس کا سب سے بڑا مقصد ہندوستان میں ویدانتی آئیڈیلزم کا نظام قائم کرنا ہے۔" یعنی مسلمانوں کے علیحدہ تشخص کو ختم کر کے "دین الٰہی" کے طرز پر کسی وسیع مذہب میں انہیں ضم کر دیا جائے۔

بہرحال برہمو سماج تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ نے علامہ اقبال جیسے مفکر کو سامنے لا کھڑا کیا۔ جنہوں نے مسلم تشخص کو نمایاں کیا۔

ہندو مسلم کشاکش کے پس منظر میں جو شے سب سے زیادہ نمایاں ہے' وہ مسلمانوں کی ہندوستان میں ہزار سالہ حکومت ہے۔ کیونکہ ہندو ایک ہزار سال تک مسلمانوں کے زیر تسلط رہے تھے۔ اور جب انگریز یہاں آیا تو ایک طرح سے ہندوؤں کو ترقی کا موقع ملا۔ انگریز نے چونکہ مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی اس لئے اس نے مسلمانوں کو دبایا اور ہندوؤں کو مسلمانوں پر ترجیح دی۔ کچھ مسلمان حکمرانوں کی اپنی غلطیاں اور کوتاہیاں بھی ضرور ہوں گی جس کے ردعمل کے طور پر ہندو نے مسلمانوں کے خلاف انگریز سے گٹھ جوڑ کیا اور انگریز نے بھی اپنی حکومت

مستحکم کرنے کے لئے ہندو مسلم نفرت کو ہوا دیئے رکھی۔ جس سے جہاں مسلمانوں میں اپنے جداگانہ تشخص برقرار رکھنے کا احساس پیدا ہوا وہاں ہندو مت کا احیاء بھی ہوا اور ہندوؤں کو بھی مسلمانوں سے اپنی ہزار سالہ غلامی کا بدلہ چکانے کا موقع ملا۔ یہی وجہ ہے کہ اندرا گاندھی جیسی سیکولر سیاستدان جو ہندو مسلم اتحاد کی بظاہر بہت بڑی پرچارک تھی سقوط مشرقی پاکستان کے موقع پر اپنی ہندووانہ متعصب ذہنیت کو چھپا نہ سکی اور کہا:

We have avenged our thousand year's defeat.

"ہم نے اپنی ہزار سالہ شکست کا بدلہ لے لیا ہے۔"

گویا ہندو مسلم تصادم دو قوموں کا تصادم تھا۔ ارشاد احمد حقانی صاحب نے اپنے ایک حالیہ اخباری کالم میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں ہندو مسلم کشاکش دو تہذیبوں کا تصادم تھا۔ مجھے اس سے اختلاف ہے۔ دراصل یہ مسلم قومیت اور ہندو قومیت کی کشاکش تھی جس کے نتیجے میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ اور ہندو آج تک بھارت ماتا کی اس تقسیم کو ذہنی طور پر برداشت نہیں کر سکا۔ پاک بھارت کشیدگی کی تاریخ ہندو کی اسی سوچ کا مظہر ہے۔

پاکستان کا مستقبل

ہماری بدقسمتی کا اصل اور سب سے بڑا سبب قیام پاکستان کے وقت اللہ سے کئے گئے نفاذ دین کے وعدے کی خلاف ورزی اور آیات الٰہی سے اعراض ہے اور اگر ہم نے اب بھی اللہ سے بدعہدی اور اس کے دین سے غداری اور بے وفائی کی روش جاری رکھی تو مستقبل میں اس بات کا شدید اندیشہ موجود ہے کہ خاکم بدہن' سخت ترین سزا کے طور پر کسی غیر قوم کے تسلط کے ذریعے ہمارا نام و نشان مٹا دیا جائے اور پھر تاتاریوں کی طرح اس کافر قوم کے ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا تھما دیا جائے۔ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو لیکن اگر اللہ کے دین سے ہماری بے اعتنائی یونہی جاری رہی تو سپین جیسا حشر ہمارا بھی ہو سکتا ہے۔ بدقسمتی سے حالات بظاہر اسی سمت اشارہ کر رہے ہیں۔ اور اب بھارت کے آئندہ الیکشن میں اندیشہ ہے کہ کارگل میں اپنی حالیہ کامیاب ڈپلومیسی کی وجہ سے بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کو واضح اکثریت حاصل ہوگی۔ یہ جماعت جو راشٹریہ سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کا سیاسی ونگ ہے' اس کے مقاصد میں پاکستان کو بھارت میں ضم کرنا اور بھارت میں سپین کی تاریخ دہرا کر بھارت کی سرزمین کو مسلمانوں کے وجود سے پاک کرنا شامل ہے۔

ان حالات میں ایک راستہ اب بھی ہے جس کے ذریعے ہم دنیا میں اپنی کھوئی ہوئی عزت اور وقار دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ راستہ یہ ہے کہ ہمیں قرآن کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ کیونکہ قرآن ہی دنیوی و اخروی فلاح سے ہمکنار کرنے والا راستہ دکھاتا ہے۔ ﴿إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ○ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ (بنی اسرائیل: ۹-۱۰)

"یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور (یہ قرآن) مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے اجر عظیم ہے۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

گویا کہ قرآن وہ شاہ راہ ہے جس میں ہر فتنہ سے بچاؤ اور ہر مشکل سے نجات کی راہ موجود ہے۔ یہی بات ایک حدیث میں آئی ہے جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ "حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہوگا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ بتایئے اس سے نکلنے کا راستہ کیا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی کتاب۔ اس میں تم سے پہلے جو اقوام گزری ہیں ان کے حالات بھی درج ہیں' تمہارے بعد جو ہونے والا ہے اس کی خبریں بھی موجود ہیں اور تمہارے مابین جو بھی اختلاف کبھی پیدا ہوں گے ان سب کا حل بھی اس میں موجود ہے۔"

علامہ اقبالؒ مرحوم نے بھی اپنے اشعار میں جابجا اسی طرف رہنمائی کی ہے:

ہفت کشور جس سے ہوں تسخیر بے تیغ و تفنگ
تو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہے

قرآن میں دلوں اور ذہنوں کو مسخر کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ خدانخواستہ 'اللہ نہ کرے اگر ہم بھی ہندوؤں کے ہاتھوں مسخر ہو گئے تو قرآن انہیں مسخر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے' اصل میں ہندو آج اس لئے قرآن کی طرف رجوع نہیں کر رہا کہ اس کے دل و دماغ پر انتقام کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر اسے ہماری قتل و غارت کی صورت میں اپنا انتقام لینے کا موقع مل گیا اور اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو پھر بہت زیادہ امکان ہے کہ وہ قرآن کے قریب آ جائے۔ اس سے پہلے کہ ہندو ہمیں مسخر کرے ہمیں خود قرآن کی طرف رجوع کر لینا چاہئے۔ جس کا درست طریقہ یہ ہے کہ ہم انفرادی طور پر قرآنی تعلیمات کو اپنانے کے ساتھ ساتھ اجتماعی سطح پر بھی قرآنی نظام حیات کو نافذ کر دیں۔ صرف اسی طریقہ سے ہم دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ OO

KHALID TRADERS
IMPORTERS – INDENTORS – STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER – SMALL TO SUPER – LARGE
AUTHORIZED AGENTS NTN BEARINGS

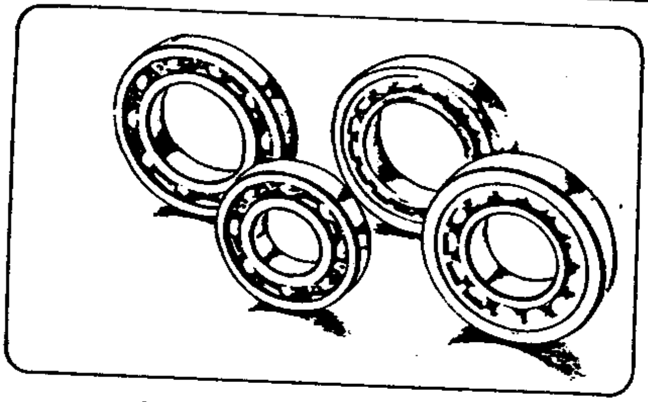

PLEASE CONTACT
TEL : 7732952-7735883-7730593
G.P.O. BOX NO. 1178, OPP KMC WORKSHOP
NISHTER ROAD, KARACHI-74200 (PAKISTAN)
TELEX : 24824 TARIQ PK CABLE : DIMAND BALL FAX : 7734776

FOR AUTOMOTIVE,BEARINGS : Sind Bearing Agency 64 A-65, Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400 (Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : (Opening Shortly) Amin Arcade 42, Brandreth Road, Lahore-54000 Ph : 54169

GUJRANWALA : 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

اعلانِ واشنگٹن سے مسئلہ کشمیر عالمی سطح پر اجاگر ہوا یا نہیں لیکن لائن آف کنٹرول کو تقدس حاصل ہو گیا ہے

اِدھر پاکستانی عوام موت و حیات کے دوراہے پر کھڑے تھے اور اُدھر نواز شریف کلنٹن سے فیملی فوٹو سیشن کی درخواست کر رہے تھے

ہمیں قومی سطح پر وسیع تر مشاورت کر کے اپنی کشمیر پالیسی از سر نو مرتب کرنی چاہئے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

حکومتی کارندے اعلانِ واشنگٹن کو میاں نواز شریف کی بہت بڑی سفارتی کامیابی قرار دے رہے ہیں۔ ان کے بقول اولاً اس اعلان کے ذریعے برصغیر کو ہولناک ایٹمی جنگ سے بچالیا گیا ہے' جو ایک بڑی سازش کے تحت ہم پر مسلط کی جا رہی تھی۔ ثانیاً یہ کہ اس اعلامیہ کی وجہ سے امریکہ پہلی بار براہ راست کشمیر کے مسئلہ میں ملوث ہو گیا ہے۔ اور صدر کلنٹن نے کنٹرول لائن بحال ہونے کے بعد مسئلہ کشمیر کے حل میں ذاتی دلچسپی لینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ ثالثاً یہ کہ پہلی بار کسی امریکی صدر اور پاکستانی وزیر اعظم کے درمیان کشمیر کے ایک نکاتی ایجنڈے پر مذاکرات ہوئے ہیں۔ رابعاً یہ کہ کارگل کی پہاڑیوں پر مجاہدین کے قبضے کے نتیجے میں امریکی صدر اور پاکستانی وزیر اعظم کے درمیان مذاکرات سے کشمیر کا مسئلہ دنیا بھر میں اجاگر ہوا ہے اور کشمیر کو عالمی سطح پر بہتر انداز میں سمجھا جانے لگا ہے۔
اس سے پہلے کہ حکومتی دلائل کا تجزیہ کیا جائے ہم امریکن سینٹر (American Centre) اور پاکستان انسٹیٹیوٹ آف نیشنل افیئرز کے زیر اہتمام تقریب میں امریکہ کی خارجہ پالیسی کے ماہر ڈاکٹر مائیکل براؤن کے لیکچر کا خلاصہ ندائے خلافت کے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تا کہ امریکی سوچ اور رویئے کے حوالے سے ہم حقیقت پسندانہ انداز اختیار کر سکیں۔ ڈاکٹر مائیکل براؤن فرماتے ہیں "اگر پاکستان یہ سمجھتا ہے کہ امریکہ مسئلہ کشمیر حل کرے گا تو پھر یہ مسئلہ آئندہ پچاس سال میں بھی حل نہیں ہو گا۔ امریکہ دنیا میں صرف اپنے مفادات کا تحفظ کرتا ہے اور اس کے نزدیک کوئی بھی مسئلہ بطورِ مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔" جب ڈاکٹر براؤن سے بار بار اصرار کر کے پوچھا گیا کہ آخر کار امریکہ اس مسئلہ میں کیا کردار ادا کر سکتا ہے تو انہوں نے کہا کہ پہلی بات تو یہ سامنے رکھیں کہ امریکہ کے پاس وہ پتے انتہائی محدود تعداد میں ہیں جن سے وہ بھارت کو دباؤ میں لا سکتا ہے اور وہ یہ محدود پتے مسئلہ کشمیر پر ضائع نہیں کر سکتا۔ بھارت ایک بڑا ملک ہے۔ اس کے امریکہ سے تجارتی تعلقات بھی ہیں' لہٰذا ہمارے پاس دباؤ ڈالنے کے جو محدود راستے ہیں وہ اس مسئلہ پر ضائع نہیں کئے جا سکتے۔ مائیکل براؤن نے کہا کہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد امریکہ نے زمینی افواج صرف اور صرف پانچ روز کے لئے استعمال کی ہیں۔ امریکی عوام دنیا کے مسائل کے لئے کوئی سردردی مول لینے کو تیار نہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ امریکی آخر ہمارے ملک کے وزیر اعظم کے

تجزیہ

بارے میں یہ منفی تاثر کیوں پھیلا رہے ہیں کہ انہوں نے کلنٹن کے ساتھ ناشتہ نہیں کیا' یا دوسری ملاقات نہیں ہوئی بلکہ صرف فوٹو سیشن کے لئے درخواست دی گئی تھی۔ ملاقات ۴۰ منٹ کی نہیں ۲۰ منٹ کی تھی یا ملاقات نواز شریف کی درخواست پر ہوئی تھی وغیرہ وغیرہ۔ ان سب سوالات کا مختصر سا جو جواب ڈاکٹر مائیکل براؤن نے دیا اس سے ساری قوم کا سر ندامت سے جھک گیا۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ آپ ہمیں الزام دینے کی بجائے اپنی قیادت کو سچ بولنے پر قائل کریں۔

جہاں تک ماہرانہ سفارت کاری سے برصغیر کو ہولناک ایٹمی جنگ سے بچانے کا تعلق ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا کارگل کی پہاڑیوں پر قبضہ کرنے سے پہلے ایٹمی جنگ کی ہولناک تباہ کاریاں حکومت کے علم میں نہیں تھیں؟ بھارت جس کی ۵۲ سالہ تاریخ گواہ ہے کہ وہ اپنی زمین کے ایک انچ ٹکڑے سے کبھی دستبردار نہیں ہوا۔ ایسے ملک سے پاکستان کی مقتدر قوتیں یہ توقع کرتی تھیں کہ وہ اپنی انتہائی اہم چوکیوں پر دشمن کے قبضے کو خاموشی سے برداشت کر لے گا؟ اگر ایٹمی جنگ ٹال لینا بہت بڑی سفارت کاری ہے تو ایٹمی جنگ کے شعلے بھڑکا دینے کو کس نوعیت کی مہارت کا نام دیا جائے؟ اعلان واشنگٹن کی دوسری خوبی یہ بیان کی جا رہی ہے کہ امریکہ نے پہلی بار مسئلہ کشمیر کے بارے میں براہِ راست مداخلت کی ہے اور امریکی صدر ذاتی طور پر کشمیر کے مسئلہ کو حل کرانے کی کوشش کریں گے۔ ہم حکومت سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ وہ پاکستانی عوام کو صدر امریکہ کی خدمات سے بچالیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حکومت تجاہل عارفانہ سے کام لے رہی ہے یا وہ اپنے ہی ملک کی پچاس سالہ تاریخ سے بالکل نابلد ہے۔ نہ جانے وہ گزشتہ نصف صدی میں امریکہ کی فریب کاریوں اور متعدد بار اس کی طرف سے عین موقع پر دھوکہ دیئے جانے کو کس نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ اگر کشمیر ہماری شہ رگ ہے اور کشمیر ہمارے لئے زندگی موت کا مسئلہ ہے جیسے کہ ہمارے لیڈر صبح و شام اور اٹھتے بیٹھتے اعلان فرماتے رہے ہیں' تو شمار تو کیجئے کہ اسی مسئلہ کے حوالہ سے ہمیں امریکہ کی طرف سے کتنی بار چرکہ لگا۔ ۱۹۶۲ء میں صدر ایوب کے دور میں چین بھارت جنگ کے دوران اس نے مذاکرات کا جھانسہ دے کر ہماری سحرزدہ حکومت کو سنہری موقع سے فائدہ اٹھانے سے روک دیا۔ ۱۹۶۵ء میں سیٹو کا رکن ہونے کے باوجود اس نے نہ صرف ہماری مدد سے انکار کر دیا بلکہ فالتو پرزہ جات اور فوجی سامان کی ترسیل روک کر ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا۔ ۱۹۷۱ء میں پاکستان کو دولخت کرنے میں امریکہ نے جو گھناؤنا کردار ادا کیا اس کا اعتراف خود ہنری کسنجر کر چکے ہیں۔ افغان جنگ میں اس نے ہمیں جس طرح اپنے مفادات کے لئے استعمال کیا اور اپنے مفادات ختم ہونے پر خود الگ تھلگ ہو گیا اور بعد از جنگ اثرات سے نمٹنے کے لئے ہمیں اکیلا اور بے یار و مددگار چھوڑ دیا' پھر کارگل تنازع میں وہ بھارت کے ساتھ جس طرح کندھے سے کندھا جوڑ کر کھڑا ہوا ہے اور بھارتی موقف کی جس طرح اس نے تائید کی ہے اور ہمارے خلاف جی ایٹ کے ممالک

کو بھی سرگرم کیا ہے کیا یہ سب کچھ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں' لہٰذا بھارت سے دو طرفہ مذاکرات سے مسئلہ کشمیر کو کسی سطح پر بھی اور کسی انداز سے بھی حل کر لینا امریکیوں کے ملوث ہونے کی نسبت ہمارے لئے کہیں بہتر ثابت ہو گا۔ واشنگٹن اعلامیہ کی یہ خوبی بھی بیان کی گئی ہے کہ پہلی بار امریکی صدر سے کشمیر کے ایک نکاتی ایجنڈے پر بات ہوئی ہے۔ اس کا مختصر اور آسان جواب یہ ہے کہ پہلی بار ہی امریکی صدر نے کشمیر کے مسئلہ پر یوں کھلم کھلا ہمارے خلاف اور بھارت کے حق میں دوٹوک رویہ اختیار کیا ہے۔

واشنگٹن اعلامئے کے حوالے سے جو بات بہت بڑا زور دے کر کہی جا رہی ہے وہی بات پاکستان کے باون سالہ موقف کے حوالے سے انتہائی ناپسندیدہ ہے۔ حکومت کا موقف یہ ہے کہ واشنگٹن اعلامئے سے کشمیر کا مسئلہ عالمی سطح پر اجاگر ہوا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ واشنگٹن اعلامیہ سے اصلاً لائن آف کنٹرول کی اہمیت بلکہ اس کا تقدس واضح ہو کر سامنے آیا ہے۔ بھارت پہلے روز سے ہی اس موقف پر ڈٹا ہوا تھا اور امریکہ اس کی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا کہ کسی قسم کے مذاکرات یا بات چیت سے پہلے اس کی (یعنی بھارت کی) دھرتی سے در اندازوں کا انخلاء لازمی ہے۔ ہم نے جب اس اعلامیہ پر دستخط کئے تو ہم نے یہ تسلیم کیا کہ کارگل بھارت کا علاقہ ہے اور لائن آف کنٹرول کشمیر کے حوالے سے اصل حقیقت ہے۔ اب جب بھی لائن آف کنٹرول کی خلاف ورزی ہو گی تو اسے دوسرے ملک کی جغرافیائی حدود کی پامالی تصور کیا جائے گا۔ ان دلائل کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ واشنگٹن اعلامیہ کشمیر کے معاملے میں پاکستان کے باون سالہ موقف کے ڈیتھ وارنٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ واشنگٹن اعلامیہ اس لحاظ سے تاریخ کا ایک عجیب و غریب معاہدہ ہے جس میں اصل مخالف فریق سرے سے موجود ہی نہیں۔ لہٰذا اصولی طور پر وہ اس معاہدے کا پابند بھی نہیں ہے۔ ہم حکومت پاکستان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اعلانِ واشنگٹن کی آپ کی تاویل کے مطابق امریکہ کشمیر کا مسئلہ حل کروانے کا پابند ہے جبکہ وائٹ ہاؤس اور امریکی وزارت خارجہ اس پابندی کو قبول کرنے سے صاف انکاری ہے' لہٰذا اعلانِ واشنگٹن کو امریکہ کے منہ پر دے ماریں۔ البتہ کشمیر کے معاملے میں خدا کے واسطے لوگوں کے جذبات سے کھیلنے کا سابقہ رویہ اور پالیسی ترک کریں۔ سیاست دان اسے اقتدار کا زینہ نہ بنائیں۔ پہلے ہی ہزاروں جانیں تلف ہو چکی ہیں' ہزاروں خواتین کی عصمت لٹ چکی ہے اور اتنے مالی وسائل جھونکے جا چکے ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا زمینی حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے کشمیر پالیسی کو از سر نو ترتیب دیا جائے۔ ہم اس سے پہلے بھی بارہا اپنی اس رائے کا اظہار کر چکے ہیں کہ بھارت سے دو طرفہ مذاکرات کے نتیجہ میں اس مسئلہ کو حل کیا جائے اور اس میں کسی سخت موقف کو اپنانے کی بجائے کچھ لو اور کچھ دو کی پالیسی اپنا کر اسے باعزت طریقے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حل کر لیا جائے۔ اور فرض کریں کہ بھارت بات تک کرنے کو تیار نہیں ہوتا تو ملک میں

خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۱۶ تا ۲۲ جولائی ۹۹ء

امریکہ اپنی امداد اس کو دے جس کو اس کی ضرورت ہو (مفتی اعظم)

امریکہ جتنی مرضی پابندیاں لگائے ہم اس کی مدد کے محتاج نہیں۔ یہ بات مفتی اعظم افغانستان مولانا عبد العلی دیوبندی نے کہی۔ انہوں نے کہا کہ الحمد للہ ہم اللہ پر توکل کرنے والے ہیں۔ اللہ نے طالبان حکومت کو تسلیم کیا ہے امریکہ بے شک نہ کرے۔ مشرکین مکہ نے پیغمبر اسلام ﷺ پر اقتصادی پابندیاں عائد کر رکھی تھیں لیکن اللہ نے فرمایا کہ اے بدبختو! اگر میں چاہوں تو تمام دنیا کے خزانے اپنے نبی ﷺ کے ہاتھ میں دے دوں۔ تمہاری پابندیوں سے میرے نبی کو کیا ہوتا ہے۔ لہٰذا امریکہ اپنی امداد اس کو دے دے جس کو اس کی ضرورت ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ طالبان کی تحریک خدائی تحریک ہے' اس کے ساتھ تعاون ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے۔

جوزجان : ۳۳ ہزار ڈالر سے زائد کے مسروقہ آلات برآمد

صوبہ جوزجان میں چوری شدہ تیل اور گیس کی تلاش کے مخصوص سامان اور آلات کی دریافت۔ برآمد شدہ اشیاء کی قیمت تینتیس ہزار (۳۳۰۰۰) ڈالر سے زائد ہے۔ یہ سامان گذشتہ دور میں بدنام زمانہ گلم جم ملیشیا نے لوٹ کر سستے داموں فروخت کیا تھا۔ طالبان نے اس پر قبضہ کرتے ہوئے اسے شمالی صوبوں میں گیس اور تیل کی تلاش کے لئے مقررہ سرکاری ادارے کے حوالے کر دیا ہے۔

کنڑ : نماز میں سستی کرنے والوں کو سزائیں

صوبہ کنڑ کے ضلع خوکی کی وزارتِ امر بالمعروف کے وزیر مولوی محمد نبی نے ضرب مومن کو بتایا کہ ہم نے پورے ضلع میں گشت کیا اور معلوم ہوا کہ چالیس فیصد لوگوں کی نماز درست نہیں۔ ہم نے ان سے کہا کہ دوبارہ آنے تک نمازیں درست کریں ورنہ سزا دی جائے گی۔ چنانچہ جب ہم نے دوبارہ گشت کیا تو کافی لوگوں کی نمازیں درست ہو گئیں اور جن کی نمازیں درست نہ تھیں ان کو سزا دی تاکہ آئندہ اس معاملہ میں کوئی سستی نہ کرے۔

کابل : قانون کی خلاف ورزی کرنے پر ۶ میڈیکل اسٹور بند

کابل شہر میں ۶ میڈیکل اسٹوروں کو قانون کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے بند کر دیا گیا ہے۔ وزارت صحت کے اہلکاروں نے قانونی اسناد نہ رکھنے اور زائد از معیاد (ایکسپائر شدہ) و غیر معیاری دوائیوں کو فروخت کرنے کی وجہ سے مذکورہ میڈیکل اسٹوروں کو معینہ مدت تک بند رکھنے کا حکم دیا ہے۔

بے نمازی پولیس اہلکاروں کو سخت سزائیں دی جاتی ہیں (ملا بخت محمد)

قندھار کے مشہور تھانیدار ملا بخت محمد نے کہا ہے کہ کوئی مجرم ہم سے بچ نہیں سکتا۔ عوام کے تعاون سے ہم نے ہر چور' قاتل' زناکار اور ڈاکو کو گرفتار کر کے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا ہے۔ ضرب مومن سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا ہمارے اکثر گرفتار شدگان پر شرعی حد کی تطبیق ہوئی ہے۔ ملا بخت محمد نے کہا ہم نے کئی اغواء شدہ گاڑیوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ پولیس کی جانب سے کسی کے حقوق پر تجاوز کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم نے اپنے افراد کی دینی و روحانی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی ہے۔ ہم اپنے تھانے میں صبح و شام دینی تعلیم دیتے ہیں' جو ساتھی نماز باجماعت ادا نہ کرے اسے سخت سزا دیتے ہیں۔ انہوں نے بتایا قندھار کے دیندار عوام اس لئے میٹھی نیند سو رہے ہیں کہ طالبان ان کے پہرے دار ہیں۔ ملا بخت محمد نے کہا مثالی امن کا قیام ہمارا کمال نہیں الٰہی قوانین کے نفاذ کا نتیجہ ہے۔

وسیع مشاورت کے ذریعے ایک انتہائی مضبوط پالیسی طے کی جائے اور اس پر یکسو ہو کر عمل کیا جائے۔ ہماری رائے میں وسیع مشاورت میں حکومت' اپوزیشن کی تمام جماعتیں' مذہبی' سیاسی و غیرسیاسی جماعتیں' موجودہ عسکری قیادت' سابقہ فوجی جرنیل' دانشور' ماہر اقتصادیات اور ماہر نفسیات کو شامل کریں۔ یہ سب حضرات ملک کے اندرونی حالات' دفاعی قوت' اقتصادی صورت حال' علاقائی صورت حال' بین الاقوامی دباؤ' مسلم برادری کا رویہ تمام موجودہ حقائق کو مدنظر رکھ کر ایک مربوط اور قابل عمل پالیسی ترتیب دیں۔ اس قومی پالیسی کو اپنانے سے اگر کوئی یہ طعنہ دے کہ پاکستان کشمیر سے دستبردار ہو گیا ہے تب بھی کوئی پرواہ نہ کی جائے۔ دوسری انتہا پر اگر کوئی سمجھے کہ اس پالیسی سے ایٹمی وار ہو کر رہے گی تب بھی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ بہرحال گومگو اور تذبذب کی پالیسی سے نجات حاصل کریں۔ ہماری سابقہ کشمیر پالیسی نہ صرف پاکستان بلکہ کشمیریوں کے لئے بھی انتہائی نقصان دہ ثابت ہوئی ہے۔ ہم دفاع میں وسائل جھونک کر کنگال ہوتے رہے اور کشمیریوں کو بھی جانیں قربان کرنے اور عزتیں لٹانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ہر وہ حاکم جو چند سال حکومت کر لیتا ہے' اپنے آپ کو بہت مضبوط سمجھنے لگتا ہے اور تاحیات ہی نہیں بلکہ حکومت کو اپنی اگلی نسلوں میں منتقل کرنے کے خواب دیکھنے لگتا ہے۔ اور اس کے لئے حصول کشمیر نسخہ کیمیا سمجھا جاتا ہے "لہٰذا اپنے اقتدار کو آبِ حیات نوش کروانے کے لئے کشمیر میں چھیڑ چھاڑ شروع کر لی جاتی ہے۔ لیکن جب اس کے نتیجہ میں بھارت کا اٹل موقف اور مسلم دشمن گٹھ جوڑ سامنے آتا ہے تو اقتدار کے ڈولتے ہوئے سنگھاسن کو بچانے کے لئے رکوع سے شارٹ کٹ کر کے قیام سے سیدھا سجدے میں جا گرتا ہے۔ جس سے بے شمار جانوں کے ضائع ہونے کے علاوہ ملک کی عزت و وقار بھی خاک میں مل جاتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اپنی ذات سے باہر نکل کر سوچنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

لمحہ فکریہ

جشن عید میلادالنبی ﷺ؟

تحریر : ذیشان دانش خان

جشن عید میلادالنبیؐ ہر سال کی طرح اس سال بھی بڑی شان و شوکت اور دھوم دھڑکے سے منایا گیا۔ ایک مسلمان کے لئے اس سے زیادہ خوشی اور مسرت کا اور کون سا مبارک دن ہو گا' جس دن محمد رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے' جو اللہ کے محبوب بندے اور ہمارے محسن ہیں۔ آپؐ سے زیادہ ہمارے لئے قابل احترام کوئی ہستی نہیں۔ آپؐ کا وجود اس کائنات کے لئے باعث رحمت اور برکت ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ کا ارشاد ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ اور آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ جشن عید میلادالنبیؐ ایک تفریحی تہوار بن چکا ہے۔ اس موقع پر حضورؐ کی سیرت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کے عہد کے بجائے ہم نجانے کن راہوں پر چل نکلے ہیں۔ چنانچہ اس سال بھی ہمیشہ کی طرح گھر گھر چراغاں ہوا۔ دفاتر' دکانوں اور پلازوں کو برقی قمقموں اور لائٹوں سے سجایا گیا تھا۔ بچوں اور بڑوں نے ۱۲ ربیع الاول کی رات کو پہاڑیاں بنائیں' جو لوگوں سے زبردستی چندہ وصول کر کے بنائی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ بازاروں میں ساری رات رونق رہی۔ لاہور کی تمام مارکیٹیں مردوں اور عورتوں کے بھری پڑی تھیں۔ جب کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بازاروں کو شیطان کی جگہ قرار دیا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ نوجوان نسل ساری رات انڈین گانوں پر ڈانس کرتی رہی۔ کوئی ان سے پوچھے کہ تم کس بات کی خوشی منا رہے ہو تو یہ کیا جواب دیں گے کہ اس مبارک دن ہمارے آخری نبی ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے تھے' ہم اس خوشی میں ڈانس کر رہے ہیں۔ ذرا سوچئے اور غور و فکر کیجئے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی یہی تعلیمات ہیں۔ کیا ان کی پیدائش کا دن منانے کا یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ اس دن ہر قسم کے بے حیائی اور فحاشی کے کام بند کر دیئے جاتے اور اس بات کا جائزہ لیا جاتا کہ پورے سال میں آپؐ کے مشن کو کتنی تقویت ملی ہے۔ اور آپؐ کا دین کس حد تک دوسرے تمام ادیان پر غالب آ چکا ہے اور ہم نے اس مشن کیلئے کیا کیا؟ کرنے کا کام تو یہ تھا لیکن ہم اس کو بھول کر اس کے برعکس راستے پر چل رہے ہیں۔

اہم اعلان

○ **قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس** — اور
○ **قرآن کالج فار گرلز** میں داخلہ فارم جمع کرانے کی

آخری تاریخ 3/ اگست ہے

طلباء و طالبات کے انٹرویو 5/ اگست کو ہوں گے

المعلن : **ناظم کالج' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور**

فون : 5869501-03

ضرورت رشتہ

دینی مزاج کے حامل ایک باعزت کشمیری گھرانے کے کاروباری پیشہ ۲۵ سالہ نوجوان کے لئے جو کاروبار کے سلسلہ میں گزشتہ 12 سالوں سے سپین میں مقیم ہیں اور سپینش نیشنلٹی ہولڈر ہیں' مناسب رشتہ درکار ہے۔ لڑکی صوم و صلوٰة کی پابند ہو' عمر ۲۵ تا ۲۸ سال ہو۔ لڑکی کو شادی کے فوراً بعد شوہر کے ساتھ سپین جانا ہو گا۔

رابطہ : مسز اعظم خان فون : 5730607

☆ ☆ ☆

رفیق تنظیم اسلامی' تعلیم بی اے' عمر ۴۵ سال کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں' رفیقہ تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ : شمس الحق اعوان'

حلقہ پنجاب شمالی' راولپنڈی فون : 051-435430

بقائے اُمت کا راز

تحریر : محمد صدیق خان

اہل علم تو بخوبی جانتے ہیں کہ تقلید ائمہ کی حیثیت شریعت میں کیا ہے' ضرورت ان کم علم حضرات کو سمجھانے کی ہے جو تقلید میں اس قدر غلو کرتے ہیں کہ اپنے گروہ کے علاوہ دوسرے گروہ کے لوگوں کو گمراہ' بے دین اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ یا علمائے سلف کی آراء' اجتہاد اور تحقیق ہی کو اصل دین سمجھ بیٹھے ہیں۔ ایسے لوگوں پر یہ حقیقت واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ آپ جس امام' مجتہد پر بھی اعتماد کریں یا جس کی تحقیق سے فائدہ اٹھائیں اور پیروی کریں مگر اس شعور کے ساتھ کہ آپ کی یہ پیروی دراصل اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کے لئے ہے نہ یہ کہ خود ائمہ کی' تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ سب مومن ہیں' مسلمان ہیں اور ان کے درمیان کوئی کدورت' بغض و عناد نہیں ہے۔ عبادات و معاملات میں تحقیق' تعبیر اور تشریح سے اصول شریعت سے جزئیات میں استنباط کرنے سے خود آمر و ناہی نہیں بن گئے نہ ہی مطاع و متبوع۔ اگر یہ اصل نکتہ ہمارے محترم رہنما سمجھ لیں اور اپنے حلقہ اثر میں عوام کو یہ بات سمجھا دیں تو مسلمان بھائیوں کے درمیان تمام جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔ جھگڑے تو حق کو اپنے ہی فرقے میں محدود کر دینے سے شروع ہوتے ہیں اور اسی پر مذہب و مسلک کی بنیادیں رکھ دینے سے دلوں میں دوری اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔ نمازیں علیحدہ' شادی بیاہ ممنوع اور میل جول ختم ہو جاتا ہے۔ مسجدیں علیحدہ ہو جاتی ہیں' تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں اور مسجدوں پر مسلکوں کی چھاپیں لگ جاتی ہیں اور قبضے اور مقدمے کے لئے ڈنڈے چلنے لگ جاتے ہیں۔ اسی بے بنیاد اور لایعنی تشدد نے بیت اللہ میں چار مصلے بچھوائے' ایک اللہ کے گھر میں' ایک ملت سے ایک وقت میں چار اماموں کے پیچھے نماز میں ادا کرائیں' ایک حنفی امام' ایک شافعی امام' ایک مالکی امام اور ایک حنبلی امام۔ کیسی بد نصیبی اور کوتاہ اندیشی تھی کہ اللہ کے بندوں کو ایک ساتھ تکبیر کہنے' ایک ساتھ قیام' رکوع اور سجدہ کرنے سے روک دیا۔ سوچیں کہ اگر یہ ائمہ بزرگ ایک ہی وقت میں بیت اللہ میں جمع ہوتے تو وہ کیا ایسے ہی علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھتے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ ایسا ہرگز نہیں کرتے۔ ان کے تو حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھا کہ فقہی و جزوی مسائل کے حل سے پوری امت مسلمہ یوں فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے کی تحقیر' تکفیر اور تذلیل کرے گی۔ خدا شاہ سعود فیصل بن عبدالعزیز کو اس بابرکت عمل پر جنت الفردوس میں اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمائے کہ انہوں نے افتراق وانتشار کی اس بساط ہی کو لپیٹ دیا اور صرف ایک مصلی باقی رکھا۔ آج اسی عمل کی بدولت خانۂ خدا یعنی کعبۃ اللہ میں ایک ہی امام کے پیچھے پوری امت مسلمہ نمازیں ادا کرتی ہے۔

اثنا عشری کے لوگ ۱۲ اماموں کے حوالے سے اگر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ مامور من اللہ تھے تو لازمی نہیں ہے کہ اہل سنت بھی اپنا یہ عقیدہ بنالیں کہ ائمہ اربعہ مامور من اللہ تھے اور ان کی اطاعت کرنا ضروری ہے ورنہ اسلام اور ایمان نامکمل رہ جاتا ہے۔ اگر اہل سنت بھی اپنا یہ عقیدہ بنالیں تو پہلی صدی ہجری کے وہ مسلمان جو ان ائمہ کی پیدائش سے پہلے اپنے نبیؐ کی اطاعت و فرمانبرداری میں جانیں کھپا گئے وہ کیا تھے؟ کیا وہ مسلک نبویؐ کے پیروکاروں کے علاوہ کچھ اور بھی تھے یعنی کہ حنفی' شافعی' مالکی' یا حنبلی وغیرہ وغیرہ۔ اگر نہیں تو سیدھی بات یہ ہے کہ مسلمان تھے اور بس۔ یہی ان کا دین' یہی مذہب اور یہی مسلک تھا۔

پاکستان کے قیام سے پہلے تو بات صرف ائمہ اربعہ اور ان کے مسلکوں ہی کی تھی لیکن وہ تشدد کہیں دیکھنے میں نہیں آیا تھا جو اس پر آشوب دور میں خود احناف ہی میں مزید مسلکوں کی تقسیم سے دیکھنے میں آیا ہے۔ یعنی مسلک دیوبندی و مسلک بریلوی۔ ان مسالک کی تقسیم در تقسیم نے تو وہ کمال دکھا دیا ہے کہ ایک غیر مسلم کو یورپ' امریکہ یا افریقہ میں اسلام کو سمجھنے کے لئے پہلے مذہب یا دین کو نہیں بلکہ مسلک کو اپنانا پھر تحقیق و جستجو میں اپنی عمر کا قیمتی سرمایہ صرف کر کے اس نتیجہ تک پہنچنا کہ وہ ایک مسلک کو اپنائے تو دوسرے مسلک کے واسطے قابل گردن زنی' مشرک اور کافر اور دوسرے کو گلے سے لگائے تو پہلے کے نزدیک گمراہ' بے دین' منافق اور گستاخ ٹھہرے۔ وہ سوچے گا یا اللہ یہ کیسا دین ہے جس کے ماننے والوں کو ان کی مقدس کتاب میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور ہرگز ہرگز تفرقوں میں نہ پڑو' ورنہ تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔ مگر ان کے علماء ایک گروہ کے ساتھ دوسرے گروہ پر حملہ کرتے ہیں اور اسے بڑے ثواب کا کام تصور کرتے ہیں۔ وہ اس وقت اور متحیر ہو گا جب مسجدوں کے منبروں سے اللہ کے حضور دعا کرنے والے یہ دعا بھی کریں گے کہ اے اللہ مسلمانوں میں محبت و اتفاق پیدا کر دے جبکہ چند لحوں قبل ہی اسی منبر سے یہ تقاریر بھی اس کے ذہن میں گردش کر رہی ہوں گی کہ فلاں گروہ مشرک' فلاں کافر' فلاں گمراہ اور ایسا ویسا ہے ؎

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

پوری دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو مسلمانوں کے درمیان اس قسم کی گروہ بندیوں سے نالاں ہیں۔ مگر وہ اس قدر بے بس' بے اثر اور بے آواز ہیں کہ جن کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ انفرادی کوششوں سے یہ فرقہ بندیاں کم نہیں ہو سکتیں۔ انہیں منظم ہو کر ان کے خلاف جدوجہد کرنا ہو گی اور ان علماء کرام کو ساتھ لینا ہو گا بلکہ انہی کی رہنمائی میں یہ کام کرنا ہو گا جو اس صورتحال سے پریشان ہیں اور اس کے مضر اثرات سے اسلام' مسلمان اور دنیائے انسانیت کو بچانا چاہتے ہیں۔ ہرچند کہ کام بڑا کٹھن اور صبر آزما ہے جس کے لئے امت مسلمہ کا درد رکھنے والے صاحب علم و عمل علماء ہی کو پیش قدمی کرنا ہو گی۔ تنگ نظر' کم علم قدم قدم پر رکاوٹیں اور دشواریں پیدا کریں گے کیونکہ اتحاد بین المسلمین ان کے مفادات کے خلاف ہے مگر حکومت اور وہ عوامی سیاسی جماعتیں جن کی بنیاد اسلام کا نظام حیات اور نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے دین کا عملی قیام ہے' تعاون کریں تو یہ بہت آسان بھی ہے۔ نظامِ مصطفیٰ اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے ماننے والے یا مدعی اس کے نفاذ میں مخلص نہ ہوں اور ایک قابل لحاظ تعداد ایسے افراد کی اس معاشرہ میں موجود نہ ہو جن پر یہ نظام نافذ کیا جا رہا ہے۔ مثلاً جمعیت علماء اسلام' جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اسلامی وغیرہ اپنے اپنے پلیٹ فارموں سے دین کو اس طرح پیش کر سکتے ہیں کہ دیوبند اور بریلی کی زبان میں بات کرنے کی بجائے مکہ اور مدینہ کی زبان میں بات کریں۔ اور مسالک پر لوگوں کو اکٹھا کرنے کی بجائے دین اسلام پر جمع کریں جس میں سکڑنے کی نہیں پھیلنے کی صلاحیت ہے' جمود کی نہیں تحریک کی قوت ہے اور اسی میں اس امت مسلمہ کی بقاء کا راز مضمر ہے!

فرمان رسول ﷺ

وعن ابی قتاده رضی الله عنه قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ' يقول :

((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسَرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ))

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے : "جس شخص کو پسند ہے کہ اللہ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات بخشے تو وہ تنگ دست کو مہلت دے یا معاف کر دے"۔ (مسلم)

"موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کا کردار اور قرآن"

کے موضوع پر قرآن فورم کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار کی روداد

مرتب : فرقان دانش خان

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام ۱۶/جولائی ۹۹ء قرآن آڈیٹوریم میں بعد نماز مغرب ماہانہ قرآن فورم کا سیمینار منعقد ہوا۔ جس کا موضوع "موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کا کردار اور قرآن" تھا۔ پروگرام کے آغاز میں قاری مقبول احمد صاحب نے تلاوت کلام پاک کی۔ شعبہ فلاسفی پنجاب یونیورسٹی کے چیئرمین ڈاکٹر ابصار احمد نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ پروگرام میں پنجاب یونیورسٹی شعبہ ابلاغیات کے سربراہ جناب شفیق جالندھری اور جناب مسکین علی حجازی نے شرکت کرنا تھی' تاہم مقررین میں صرف ڈاکٹر افضال احمد اور ڈاکٹر مغیث الدین شیخ ہی تشریف لا سکے۔ تقریب کی صدارت امیر تنظیم اسلامی و صدر متحدہ اسلامی انقلابی محاذ محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے کی۔

شعبہ انگریزی' قرآن اکیڈمی کے ڈاکٹر احمد افضال نے اپنے مقالے میں کہا کہ آج ذرائع میں ترقی کی بدولت پوری دنیا ایک گاؤں کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ اور ایک عالمی تہذیب جو حقیقتاً مغربی ہے' پوری دنیا پر چھا رہی ہے۔ اب کسی کیلئے اس تہذیب کے اثر سے بچنا آسان نہیں رہا اور پوری دنیا ایک ثقافتی حلیم بن گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب مذہب ذریعۂ علم نہیں رہا' بلکہ سائنس علم کا منبع ہے۔ لہٰذا عملی اور نظری اعتبار سے پوری دنیا میں سرمایہ دارانہ انداز فکر متعارف ہو رہا ہے' جو مکمل مادہ پرستانہ طرز فکر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ذرائع ابلاغ کے مضر اثرات سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کا رشتہ سرمایہ داروں سے کاٹا جائے اور گلوبلائزیشن کا مقابلہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنی ثقافت اور تہذیب سے رشتہ جوڑے رکھیں تاکہ ہمارا جداگانہ تشخص برقرار رہے۔ جس کا بہترین اور واحد حل یہ ہے کہ سنت رسولؐ کی پیروی کی جائے۔

شعبۂ ابلاغیات کے پروفیسر ڈاکٹر مغیث الدین شیخ نے کہا کہ دینی حمیت رکھنے والے حضرات نے کبھی ابلاغ کے موضوع کو زیر بحث نہیں بنایا۔ میں مرکزی انجمن خدام القرآن کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اس نے اس اہم موضوع کی طرف توجہ دی۔ انہوں نے کہا کہ آج بحیثیت قوم حمیت کے حوالے سے ہم اندر سے ٹوٹ ہی نہیں گئے بلکہ ہم باطل کے سامنے لیٹتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ مسلمان قوم کی حیثیت سے ہمیں باطل کے لئے Threat ہونا چاہیئے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کے منفی کردار پر ہم خاموش رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہمارے ملک میں کسی دوسرے ملک کا جہاز داخل ہو جائے تو ہم شور مچاتے ہیں کہ ہماری حدود کی خلاف ورزی ہوئی ہے' مگر آج مغربی ثقافت نے ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہماری سرحدوں ہی کو عبور نہیں کیا بلکہ ہمارے گھروں میں ڈیرہ جما رکھا ہے مگر ہم کسی قسم کی مزاحمت نہیں کرتے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی حمیت رکھنے والے لوگ ان شعبوں میں آئیں اور ذرائع ابلاغ پر سے باطل کی اجارہ داری ختم کریں۔

مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبہ سمع و بصر کے ناظم آصف حمید نے بتایا کہ تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کے پلیٹ فارم سے جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے قرآن مجید کی اشاعت کا کام تقریباً ربع صدی سے جاری ہے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے دروس کے آڈیو' ویڈیو کیسٹس لاکھوں کی تعداد میں پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ گزشتہ برس اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن نے ہمارے شعبہ کے تعاون سے کیبل نیٹ ورک کے ذریعے بمبئی (بھارت) میں ڈاکٹر صاحب کے دروس آٹھ سے دس لاکھ افراد کو دکھائے ہیں۔ جون ۱۹۹۸ء میں تنظیم اسلامی پاکستان کے نام سے انٹرنیٹ کی ایک ویب سائیٹ بنائی گئی ہے جس پر ڈاکٹر صاحب کے خطابِ جمعہ کو پوری دنیا میں لوگ اسی روز سنتے ہیں۔ اسی طرح ۱۰۸ گھنٹے کا ترجمہ و تفسیر قرآن ایک سی ڈی میں مارکیٹ میں موجود ہے۔ الہدیٰ پروگرام بھی اب ایک سی ڈی میں موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی باقی تقاریر کی سی ڈی بھی تیار کی جا رہی ہے۔ اسی طرح ہمارے شعبہ کا ریکارڈ شدہ پروگرام "فرمان نبویؐ" بھی آئندہ کچھ دنوں تک ٹی وی پر ٹیلی کاسٹ کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ امیر تنظیم اسلامی و صدر مؤسس انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمد کے دروس کی ایسی مخصوص ریکارڈنگ بھی ہمارے پاس موجود ہے جسے سیٹلائٹ پر ٹیلی کاسٹ کیا جا سکتا ہے۔

اس پروگرام کے دوران راقم کے ذہن میں اچانک ایک تجویز آئی جسے اس پلیٹ فارم پر اُس وقت سامنے آنا چاہیئے تھا۔ مگر وہاں ایسا کوئی موقع نہ تھا۔ بہرحال تجویز یہ تھی کہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ایک اسلامک سیٹلائٹ چینل کے قیام کو ٹارگٹ بنا کر امت مسلمہ کے سامنے رکھے' اس چینل پر قرآن مجید کی تجوید' عربی گرامر' دروس قرآن اور دیگر تفہیم دین کے پروگرام شروع کیئے جائیں تو پوری دنیا تک قرآن کا پیغام پہنچ سکتا ہے۔

اگرچہ یہ کام اربوں روپے کا متقاضی ہے لیکن مسلمانوں میں ایسے بہت سے دینی حمیت رکھنے والے حضرات ہیں جن میں ایک بھی اگر چاہے تو اکیلا اس کار خیر کے تمام اخراجات برداشت کر سکتا ہے۔ بات صرف اس چینل کی اہمیت کو سمجھنے کی ہے' کیونکہ باطل مذاہب اگر اپنی تعلیمات کی تشہیر و تبلیغ کے لئے چینل قائم کر سکتے ہیں تو مسلمان ایسا کیوں نہیں کر سکتے؟

صدارتی خطاب : امیر تنظیم اسلامی و صدر مؤسس انجمن خدام القرآن محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ اگرچہ میں باقاعدہ صحافی نہیں لیکن میں نے ۱۹۶۶ء سے ۱۹۸۶ء تک ماہنامہ میثاق کو تنہا چلایا ہے' اس لحاظ سے میرا آج کے موضوع سے کچھ نہ کچھ تعلق تو بنتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیویارک میں ٹی وی پروگراموں کے خلاف ایک سوسائٹی بنی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اپنے بچوں کو ان پروگراموں سے بچایا جائے' یعنی یہ صرف ہمارا مسئلہ نہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ذرائع ابلاغ کے مضر اثرات سے بچنا ہماری دینی ذمہ داری ہے بلکہ یہ اب پوری دنیا کا مسئلہ بن گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ذرائع ابلاغ پر ملٹی نیشنل کارپوریشنوں کا قبضہ ہے۔ اور وہ عوام کو ان ذرائع ابلاغ کے ذریعے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اب میڈیا کا کردار یہ ہو گیا ہے کہ لوگ وہی سوچیں جو ان اداروں کے چلانے والے چاہتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ آج شیطان کا سب سے بڑا آلہ یہی ذرائع ابلاغ ہیں۔ ہمیں شیطان سے اسی آلے کو چھین کر لوگوں تک قرآن کا پیغام پہنچانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضورؐ نے لوگوں تک دین کی دعوت پہنچانے کے لئے اپنے دور کے تمام ذرائع ابلاغ استعمال کیئے' لہٰذا جہاں ہمیں قرآن کے ذریعے ان ذرائع ابلاغ کے باطل ہتھکنڈوں کا مقابلہ کرنا ہے وہاں قرآن مجید کی دعوت کو پہنچانے کے لئے انہی ذرائع کو استعمال کرنا ہے۔ دین کے حوالے سے پی ٹی وی کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پی ٹی وی کے موجودہ دینی پروگراموں سے لوگوں کو دین سے متنفر تو کیا جا سکتا ہے مائل نہیں۔ آج اگر پی ٹی وی پر ڈاکٹر اسرار احمد کے دروس دکھانے کی پابندی ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ کہیں لوگوں تک قرآن اور دین کا منظم پیغام نہ پہنچ جائے۔

تدبر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدن کی بنا سرمایہ داری ہے

کاروان خلافت منزل بہ منزل

تنظیم اسلامی ملتان شہر کے زیر اہتمام شب بیداری اور ایک روزہ پروگرام

مورخہ ۲۶ جون بروز ہفتہ بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی ملتان میں شب بیداری کا پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز درس قرآن سے ہوا' جس میں امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر جناب ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی صاحب نے اپنی شدید علالت کے باوجود سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع کا درس دیا۔ جس کا دورانیہ ایک گھنٹہ تھا۔ انہوں نے فرمایا کوئی بھی مصیبت انسان پر اللہ کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ بندہ مسلم کا ایمان حقیقی جانچنا چاہتا ہے۔ انہوں نے اطاعت رسول' توکل علی اللہ اور اہل و عیال کے ساتھ بندہ مسلم کے رویہ کو خوب اچھی طرح واضح فرمایا۔ انہوں نے جماعتی زندگی اور اللہ کو قرض حسنہ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص کسی جماعت میں شامل ہو کر اللہ کے دین کو نافذ کرنا چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے امیر کی اطاعت کرے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جسمانی صلاحیتوں کو کھپا دے۔

عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد پروگرام دوبارہ شروع ہوا۔ جس میں تسبیحات والتحیات کی مشق کرائی گئی جس کو شرکاء نے پسند فرمایا۔ اس کے بعد درس حدیث ہوا۔ جناب سعید اظہر عاصم صاحب نے مطالعہ کروایا۔ یہ پروگرام ۱۱ بجے شب اجتماعی کھانے پر اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں رفقاء مع احباب تقریباً ۳۰ حضرات نے شرکت کی۔

صبح ڈھائی بجے تمام رفقاء کو نماز تہجد کے لئے بیدار کیا گیا۔ نوافل کی ادائیگی کے بعد راقم الحروف نے آداب زندگی میں داعی حق کے کردار کے اوصاف کا مطالعہ کروایا۔ اس کے بعد مسنون دعاؤں کے اہتمام کی ترغیب دلائی گئی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد پروفیسر محمود الٰہی صاحب نے سورۃ حم سجدہ کی چند آیات کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ درس قرآن کے بعد تمام رفقاء کو قریبی ملحقہ پارک میں لے جایا گیا جہاں پر اجتماعی طور پر سیر و ورزش کرائی گئی۔

ناشتہ سے فراغت کے بعد ٹھیک آٹھ بجے دوبارہ پروگرام کا آغاز ہوا۔ جس میں تنظیم اسلامی ملتان شہر کے ۴ نقباء نے مختلف موضوعات پر گفتگو فرمائی۔ جس کا دورانیہ ہر مقرر کے لئے آدھ گھنٹہ تھا۔ جناب محمد سلیم اختر صاحب نے دین اور مذہب کا فرق' پروفیسر محمود الٰہی صاحب نے حب رسول اور اس کے تقاضے' جناب عدنان طاہر صاحب نے شہادت علی الناس اور راقم الحروف نے دینی تحریک کے کارکنوں کے اوصاف پر گفتگو کی۔ اس کے بعد پاکستان کے موجودہ سیاسی و دینی حالات کے موضوع پر مذاکرہ ہوا۔ جس میں تمام شرکاء نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد کھانے و آرام کا وقت مقرر تھا۔ نماز عصر سے پہلے تمام حضرات کو ملتان کینٹ لے جایا گیا۔ نماز عصر کی ادائیگی کے ساتھ مظاہرے کا آغاز ہوا۔ جس کا موضوع تھا "عریانی و فحاشی کا خاتمہ اور توبتہ النصوح کی پکار۔" اس پروگرام کے منتظم اعلیٰ جناب سعید اظہر عاصم صاحب تھے۔ تمام رفقاء کو دو لائنوں میں کھڑا کیا گیا۔ اور رفقاء کو بینرز اور جھنڈے دیئے گئے۔ ملتان کینٹ کے مین بازار میں رفقاء نے چکر لگایا اور ۱۵۰۰ ہینڈ بلز تقسیم کئے اور وقفہ وقفہ کے ساتھ چوراہوں میں قیام کیا گیا۔

نماز مغرب سے کچھ دیر پہلے اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس کے اختتام پر ناظم حلقہ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ آج یہ ہماری چھوٹی سی کاوش ان شاء اللہ بہت بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہو گی۔ اور مقامات پر بھرپور مظاہرے کریں گے۔ اس پروگرام میں تقریباً ۱۳۵ افراد نے شرکت کی۔ (رپورٹ : شہباز نور)

کراچی میں شب بسری اور خصوصی تربیتی پروگرام کی روداد

ماہ جولائی کے ماہانہ شب بسری اور خصوصی تربیتی پروگرام کا آغاز ہفتہ ۳ جولائی کو پونے دس بجے قرآن اکیڈمی میں ہوا۔ سورۂ یٰسین کے رکوع نمبر ۴ کے مطالعہ کے دوران انجینئر نوید احمد صاحب نے مختلف رفقاء سے سوالات کئے۔ اور اس مذاکرے کے نتیجے میں اس رکوع کا خلاصہ یہ سامنے آیا کہ قیامت سے قبل صور میں تین پھونکیں ماری جائیں گی۔ پہلی پھونک میں لوگوں پر گھبراہٹ طاری ہو گی۔ دوسری پھونک میں سب مرجائیں گے اور تیسری پھونک میں تمام انسان اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ ان کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ بدکاروں کو جہنم کا سامنا ہو گا اور نیکوکار جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ انسان کو شیطان کی بندگی اختیار کرنے سے منع کیا گیا تھا لیکن اس کی عظیم اکثریت نے شیطان کی تابعداری اختیار کی لہٰذا اسے موجودہ عذاب سے پالا پڑنا ہی تھا۔ ان میں سے ایسے بھی ہیں جو یوم قیامت اپنے جرائم کے انکاری ہو جائیں گے لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر تالا ڈال دے گا اور ان کے اعضاء تک ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ حاصل مطالعہ میں امیر تنظیم اسلامی جنوبی جناب عبداللطیف عقیلی نے "ندوۃ السالکین" تالیف حضرت حماد اللہ ہالیجوی سے' رفیق تنظیم اسلامی شرقی نمبر ۳ جناب ریاض احمد فاروقی نے "اسلام کو چھپاؤ ورنہ بغاوت ہو جائے گی" نامی کتاب سے اور تنظیم اسلامی ضلع جنوبی کے رفیق جناب حماد عمر نے "صحبت صالحہ" کے عنوان سے' تنظیم اسلامی ضلع شرقی نمبر ۱ کے رفیق جناب اشفاق حسین صاحب نے سیرت نبوی ﷺ کے حوالے سے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کی تحریر سے اقتباسات سنائے۔ گیارہ بجے شب رفقاء کو آرام کے لئے کہا گیا۔ ۳ بجے رفقاء کو انفرادی عبادات کے لئے بیدار کیا گیا۔ ساڑھے تین بجے سے سوا چار بجے تک امیر حلقہ کے ساتھ امراء و نقباء کی نشست منعقد ہوئی۔ یہ نشست ان شاء اللہ ہر شب بسری کے پروگرام میں ہوا کرے گی جس میں نقباء کو درپیش مسائل اور قابل ذکر امور پر تبادلہ خیال ہو گا۔ سوا چار بجے انجینئر نوید احمد نے نماز جنازہ کا طریقہ بیان کیا اور اس کے فقہی مسائل سے رفقاء کو آگاہ کیا۔ بعد نماز فجر امیر تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی نمبر ۲ جناب جلال الدین اکبر نے مطالعہ حدیث کے دوران حضور ﷺ کا وہ ارشاد گرامی سنایا جس میں آپؐ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری دنیا سے کیا سروکار۔ میری مثال تو اس سوار کی مانند ہے جو دوران سفر تھوڑی دیر کے لئے کسی سایہ دار درخت تلے آرام کرتا ہے اور پھر آگے روانہ ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ فکر آخرت دلوں کے اندر راسخ ہو ہی نہیں سکتی جب تک دنیا سے بے رغبتی پیدا نہ ہو اور یہ تبھی ممکن ہے جب دونوں دنیاؤں کی اصل حقیقت نگاہوں کے سامنے ہو۔ نماز اشراق کے بعد آرام کے لئے وقفہ ہوا اور پھر صبح نو بجے انجینئر نوید احمد کے درس قرآن کے خصوصی تربیتی پروگرام کا آغاز ہوا۔ انہوں نے درس کے لئے سورہ ق کے دوسرے رکوع کا انتخاب کیا تھا۔

اس پروگرام کے بعد امیر تنظیم اسلامی ضلع غربی جناب عابد جاوید خان نے حضرت نعمان بن حکمؓ کے حالات زندگی سے چند واقعات بتائے۔ پھر تنظیم اسلامی کراچی ضلع جنوبی نے اپنی تنظیم کا تعارف پیش کیا۔ انہوں نے معتمد تنظیم اسلامی جنوبی جناب سید واحد علی رضوی کے برادر خورد جناب سید آصف علی رضوی اور تنظیم اسلامی وسطی نمبر ۱ کے رفیق جناب اظہر ریاض کے بہنوئی کی رحلت کی خبر سنائی۔ جناب محمد نسیم الدین نے اختتامی گفتگو کے دوران امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے پچھلے خطاب جمعہ کی پریس ریلیز پڑھ کر سنائی تاکہ شرکاء کے سامنے کارگل سیکٹر میں جاری جھڑپوں کے حوالے سے تنظیم کا نقطہ نظر آسکے۔

جناب نسیم الدین نے مرحوم سید آصف علی رضوی کی ان خدمات کا ذکر کیا جو وہ امارات میں اقامت دین کی جدوجہد کے سلسلے میں انجام دے رہے تھے۔ مرحومین کیلئے دعاء مغفرت کے بعد یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ : محمد سمیع)

تنظیمی اطلاعات

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے مشورہ کے بعد جناب اختر ندیم صاحب کو نائب امیر حلقہ سندھ برائے کراچی مقرر کیا ہے۔ موصوف کراچی کی سطح پر تنظیمی و دعوتی امور میں امیر حلقہ جناب محمد نسیم الدین صاحب کی معاونت کریں گے۔

امیر محترم کا تین روزہ دورۂ کوئٹہ

امیر محترم لگ بھگ ۲ سال کے بعد شام ۲۵ جون کو کوئٹہ تشریف لائے۔ ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بھی امیر محترم کے ساتھ تھے۔ شام کو ساڑھے چھ بجے رفقاء کے ساتھ سوال و جواب اور تعارف کی نشست رکھی گئی تھی جو عشاء تک جاری رہی۔

۲۶ جون کو صبح نماز فجر کے فوراً بعد امیر محترم پرانے ساتھی سید برہان علی صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ ۱۱ بجے کوئٹہ بار کونسل میں وکلاء سے خطاب کیا۔ جس میں نوید خلافت کا ہینڈ بل بھی تقسیم کیا گیا۔ شام کو امیر محترم انجمن خدام القرآن بلوچستان کے صدر انجمن ادریس صاحب کے گھر تشریف لے گئے جہاں انجمن کا سالانہ اجلاس تھا۔

۲۷ جون کو صبح نماز فجر کے بعد امیر محترم نے جناب محمد خان شیرانی سے ایم۔ پی۔ اے ہوسٹل میں ملاقات کی۔ محمد خان شیرانی جمعیت علماء اسلام کے صوبائی صدر ہیں اور صوبائی شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لئے کوئٹہ آئے ہوئے تھے۔ امیر محترم نے "نوید خلافت" اور "پاکستان میں اسلامی انقلاب کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟" نامی کتابچے جمعیت علماء اسلام کے اراکین شوریٰ کے لئے مولانا کی خدمت میں پیش کئے۔

دوپہر کو ۱۰ بجے سے ڈیڑھ بجے تک کوئٹہ کے ایک ہال میں امیر محترم کا خطاب عام تھا۔ جس کا عنوان تھا "اسلامی نظام کے قیام کا طریقہ کار سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں۔" الحمد للہ کہ پروگرام کافی کامیاب رہا۔ لوگوں کی بھرپور شرکت رہی۔ سوال و جواب کی نشست پر یہ پروگرام ختم ہوا۔

شام کو مولانا محمد خان شیرانی کی دعوت پر امیر محترم نے صوبائی اراکین شوریٰ جمعیت علماء اسلام سے ملاقات کی اور آدھا گھنٹہ ان سے خطاب بھی کیا۔ ۲۸ جون کو امیر محترم نے کوئٹہ تنظیم کے ساتھیوں سے ملاقات کی۔ تنظیمی معاملات سے متعلق چند اہم فیصلے بھی کئے۔ شام کو امیر محترم واپس لاہور روانہ ہو گئے۔ (رپورٹ : محبوب سبحانی)

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کی نقیبات کا اجتماع

۱۰ جون ۱۹۹۹ء بروز جمعرات قرآن اکیڈمی ہال میں تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کی نقیبات اور نائب نقیبات کا اجتماع ہوا۔ اس میں ۱۵ نقیبات و نائب نقیبات، دو ناظمات اور ۷ رفیقات نے شرکت کی جبکہ ۹ نقیبات اور ۹ نائب نقیبات غیر حاضر تھیں۔ آغاز میں محترمہ ناظمہ صاحبہ اور نائب ناظمہ صاحبہ نے سب حاضرات سے سورۂ بقرہ تا سورۂ نساء کے ترجمہ کا' اور محترمہ بیگم عبدالخالق صاحبہ نے تجوید کا ٹیسٹ لیا۔ اس کے بعد تجوید کی درستگی کے لئے کچھ مشق کروائی گئی۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز ایک نو عمر رفیقہ نے سورۂ مومنون کی آیات کی تلاوت سے کیا۔ محترمہ ناظمہ صاحبہ نے سورۂ مومنون کی روشنی میں نقیبات کو نماز کی درستگی اور اس کے باطنی آداب کے ساتھ ساتھ ظاہری حرکت کو درست کرنے کی تلقین کی —— نقیبات کے پچھلے اجتماع میں جو کہ چار ماہ قبل ہوا تھا' نقیبات کو امیر محترم کی کتب ا۔ فرائض دینی کا جامع تصور ۲۔ مسلمان خواتین کے دینی فرائض ۳۔ تنظیم اسلامی کی دعوت ۴۔ قرب الٰہی کے دو مراتب کے مطالعہ کا نصاب دیا گیا تھا۔ اس اجتماع میں ان کتب میں سے سوالات کے ذریعے مضامین کو تازہ کیا گیا۔ اس طرح ان کتب کو اور اچھی طرح سمجھنے میں مدد ملی۔ مجموعی طور پر یہ پروگرام بہت ہی کامیاب رہا۔ تمام شرکاء نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ اس طریقہ پر ان کے علم میں اضافہ ہوا' ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھا اور سمجھا گیا' اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ امیر محترم کے لٹریچر کا مطالعہ بہت اچھی طرح سے ہوا اور بہت سی نئی باتیں جاننے کو ملیں۔ آئندہ کے نصاب میں ا۔ عظمت قرآن ۲۔ جہاد بالقرآن اور اس کے پانچ محاذ ۳۔ قرآن اور امن عالم ۴۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق کا مطالعہ۔ اس کے علاوہ سورۂ مائدہ تا سورہ انفال کا ترجمہ اور تجوید کا ٹیسٹ ہوگا۔

تنظیم اسلامی لاہور وسطی کی ماہانہ کارنر میٹنگ

تنظیم اسلامی لاہور وسطی کی ماہانہ کارنر میٹنگ ۱۸/ جون ۹۹ء بروز جمعۃ المبارک اقبال مسجد پریم نگر میں بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ گفتگو کا عنوان اتباع مصطفیٰ' تھا۔ مقرر لاہور وسطی کے امیر حافظ عرفان صاحب تھے۔

حافظ عرفان صاحب نے سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۳۱ کے حوالے سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ اطاعت اور اتباع دونوں کا ایک ہی معنی ہے یعنی محبت کے ساتھ حکم ماننا' لیکن ان دونوں کے درمیان ایک لطیف سا فرق ہے۔ وہ فرق یہ ہے کہ اطاعت میں رسول جو بھی حکم دے وہ محبت کے ساتھ مانا جائے لیکن اتباع یہ ہے کہ رسول ؐ کے ہر عمل کی پیروی محبت کے ساتھ کی جائے چاہے وہ حکم نہ بھی دیں۔ حدیث نبوی ؐ ہے کہ تم میں سے کوئی مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ بیٹے اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

انہوں نے کہا ربیع الاول کے مبارک مہینے کا آغاز ہو گیا ہے۔ ۱۲/ ربیع الاول مسلمان جس انداز سے مناتے ہیں وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ اس روز بازاروں میں فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہو رہی ہوتی ہے' مسلمان خواتین بن سنور کر بازاروں میں جاتی ہیں' شریعت کے احکام پامال ہو رہے ہوتے ہیں اور اپنے تئیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ربیع الاول منا لیا۔ یہ سب کچھ اتباع رسول ؐ کے برخلاف ہے۔ اتباع مصطفیٰ ؐ کے لئے ہمیں قرآن مجید اور حدیث رسول ؐ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

آج کے دور میں انسان نے اپنے معاملات زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے' ایک ہے اس کی اپنی ذاتی زندگی یعنی نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ وغیرہ اور ایک ہے اجتماعی زندگی یعنی عدالت' پارلیمنٹ اور سیاست۔ آج ایک مسلمان اپنی انفرادی زندگی میں تو اتباع مصطفیٰ ﷺ کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اجتماعی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ عدالت اور پارلیمنٹ میں اللہ کا حکم نہیں مانا جا رہا۔ عدالتوں میں وہی انگریزوں کا ۱۹۳۵ء کا ایکٹ چل رہا ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ حضور ؐ جو دین لے کر آئے وہ ہماری ذاتی اور اجتماعی زندگی دونوں کے لئے آیا ہے اور وہ بہترین نظام حکومت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عدالت' پارلیمنٹ اور معاشرے میں یہ تبدیلی لانے کے لئے سیرت مصطفیٰ سے ہمیں کیا راہنمائی ملتی ہے۔ اس کے لئے پہلے یہ دیکھا جائے گا کہ آپ ؐ نے آج سے چودہ سو سال پہلے وہاں کیسے تبدیلی برپا کی۔ سیرت کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضور اکرم ؐ پر وحی کا آغاز ہوا اور اللہ نے آپ ؐ کو حکم دیا کہ اب اس قرآن کو پھیلایئے' دعوت دیجئے' تو آپ ؐ نے اس کو پھیلانا شروع کیا۔ جو لوگ مانتے چلے گئے ان کی ایک جماعت بنتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ تربیت کا عمل بھی جاری رہا۔ ہجرت کے بعد جب اتنی تعداد ہو گئی کہ اب کافروں سے ٹکر لی جا سکے' تو آپ ؐ نے جنگ کا آغاز کیا۔ اتباع مصطفیٰ کو سامنے رکھتے ہوئے آج پھر ہمیں یہ کام کرنا ہے۔ اور کم از کم ۲ لاکھ افراد اکٹھے ہو جائیں تو ہمارے اس پیارے ملک پاکستان میں وہ تبدیلی آ سکتی ہے کہ جس میں ہماری ذاتی اور اجتماعی زندگیوں میں دین اسلام کا بول بالا ہو جائے۔ اجتماعی دعا پر اس محفل کا اختتام ہوا۔

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام شب بسری کا پروگرام

تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام ۲۶/ جون بروز ہفتہ بعد نماز عشاء قرآن اکیڈمی لاہور میں شب بسری کا اہتمام کیا گیا۔

پروگرام کا آغاز نثار احمد خان نے درس قرآن سے کیا۔ درس قرآن کا موضوع "نبی اکرم سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" تھا۔ فرقان دانش صاحب نے ماہ ربیع الاول کی مناسبت سے "حیات طیبہ اور مراحل انقلاب نبوی —— ماہ و سال کے آئینے میں" کے موضوع پر گفتگو کی۔ بعد ازاں امیر حلقہ لاہور مرزا ایوب بیگ کی دعوت پر ملکی و بین الاقوامی معاملات کے حوالے سے مختلف رفقاء نے اظہار خیال کیا۔ ناظم حلقہ لاہور جناب اعجاز احمد نے لاہور میں تنظیم اسلامی کی تعارفی مہم شروع کئے جانے کا پس منظر اور مقاصد بیان کئے۔ ساڑھے گیارہ بجے رفقاء کو آرام کا وقت دیا گیا۔ صبح بعد نماز فجر نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے درس قرآن دیا۔ اجتماعی دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8، شمارہ 28
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونین برائے ادارت:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

اسرہ خار باجوڑ کی ایک روزہ دعوتی سرگرمیاں

مورخہ ۲۶/ جون بروز ہفتہ کو اسرہ خار کے رفقاء جناب فیض الرحمٰن صاحب، گل محمود صاحب، یوسف جان اور حضرت نبی محسن ایک روزہ دعوتی پروگرام کے لئے برغلوزو کی جامع مسجد میں عصر کے وقت پہنچے۔ نماز عصر کے فوراً بعد جناب فیض الرحمٰن صاحب نے اعلان کیا کہ ہماری کامیابی قرآن مجید کے زریں اصولوں میں ہے۔ قرآن مجید ہم سے کیا چاہتا ہے اور ہم پر اس قرآن مجید کے کیا حقوق ہیں؟ اس بارے میں دعا کے بعد بیان ہو گا۔

گل محمود صاحب نے قرآن مجید کے حقوق پر ایک گھنٹہ تک مفصل بیان کیا۔ اس خطاب کو تقریباً ۷۵ افراد نے سنا۔ شام کی نماز کے بعد جناب فیض الرحمٰن نے عبادت رب پر مفصل بیان کیا۔

جناب فیض الرحمٰن صاحب کے اس خطاب کا لوگوں پر اتنا مثبت اثر ہوا کہ خطاب کرنے کے بعد سب لوگوں نے مزید معلومات کے لئے اصرار کیا۔ فیض الرحمٰن صاحب نے ان سے کہا کہ کل آپ لوگ صرف ۲ گھنٹے کے لئے صبح آ جائیں تو ان شاء اللہ مکمل طریقہ کار پر بحث کریں گے۔

عشاء کی نماز کے بعد گل محمود صاحب نے فرائض دین بیان کئے۔ آپ نے فرمایا کہ دین کے دو حصے ہیں۔ ۱۔ انفرادی ۲۔ اجتماعی۔ دونوں حصوں کے ملانے سے دین بنتا ہے۔

دین کے تین فرائض ہیں:

۱۔ دین پر خود کاربند ہونا۔
۲۔ دین کو دوسروں تک پہنچانا۔
۳۔ دین کو قائم کرنا۔

اس کے بعد انہوں نے تین فرائض کے ساتھ اس کے تین لوازمات پر بھی بحث کی۔

مغرب کے بیان میں فیض الرحمٰن صاحب نے لوگوں کو صبح ۷ بجے تنظیم کے طریقہ کار کی وضاحت کے لئے آمادہ کیا تھا۔ صبح ۷ بجے مسجد میں ۱۲۰ افراد جمع ہوئے۔ فیض الرحمٰن نے فرمایا کہ قرآن میں کئی بار ارشاد ہے کہ نماز قائم کرو لیکن قرآن میں کسی جگہ یہ نہیں ہے کہ اتنی رکعت قائم کرو۔ یہ رکعتوں اور نماز کا طریقہ ہم نے کہاں سے حاصل کیا؟ یہ طریقہ ہم نے سیرت نبوی ﷺ سے حاصل کیا۔ اس طرح قرآن میں ارشاد ہے کہ دین کو قائم کرو۔ لیکن کیسے قائم کریں؟ اس کے لئے ہمیں سیرت نبوی ﷺ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ فیض الرحمٰن نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے سب سے پہلے ایک انقلابی نظریہ دیا، جن لوگوں نے یہ نظریہ یعنی توحید کا نظریہ قبول کیا نبی اکرم ﷺ نے ان سے بیعت کے نظام پر ایک جماعت بنائی۔ پھر ان کی تربیت کی۔

آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد Passive Resistance یعنی صبر محض کا مرحلہ ہے۔ مشرکین مکہ ابتدائی تین سالوں تک حضور ﷺ کو تکالیف پہنچاتے رہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے ساتھیوں کو جسمانی تکالیف دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ جب یہ ظلم اور تکالیف حد سے بڑھ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے Active Resistance یعنی اقدام شروع کیا اور ۸ سالوں کے اندر اندر مکہ فتح ہوا۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ لوگوں نے تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔

(رپورٹ: حضرت نبی محسن)

—— ان شاء اللہ العزیز ——

متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کے زیر اہتمام پہلا باقاعدہ

جلسۂ عام

اتوار ۲۵/ جولائی (صبح ۹ بجے)، بمقام قرآن آڈیٹوریم
191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور منعقد ہو گا

—— جس میں ——

تنظیم الاخوان، تحریک اسلامی، جمعیت اہل حدیث اور تنظیم اسلامی کے مرکزی قائدین کے علاوہ صدر متحدہ اسلامی انقلابی محاذ اور امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ

بھی خطاب فرمائیں گے

دینی جماعتوں کے اتحاد کی آرزو رکھنے والوں کو شرکت کی پُرزور دعوت ہے۔
خواتین کے لئے باپردہ اہتمام ہو گا۔

المعلن: ڈاکٹر عبدالخالق، معتمد متحدہ اسلامی انقلابی محاذ
فون: 6316638-6305110

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

کی کتب و تصانیف اور دروس و تقاریر پر مشتمل
آڈیو، ویڈیو کی مکمل

فہرست 1999ء

شائع ہو گئی ہے

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن

36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور سے حاصل کی جا سکتی ہے